Wedding Invitation

اسلام، نکاح اور تربیتِ اولاد

محمد سلیم الدین مصباحی ازہری

کنیز عائشہ امجدی

گرامی قدر .... سلام مسنون

نہایت مسرت کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ اللہ رب العزت کے فضل وکرم، نبی کریم ﷺ کی عنایت اور بزرگان دین کی عقیدت کے طفیل ہماری لخت جگر فاضلہ **کنیز عائشہ امجدی**، اور عزیز مکرم حافظ، قاری مولانا **محمد سلیم الدین مصباحی ازہری** ابن جناب محمد کلیم الدین۔ مقام و پوسٹ ماچھی پور، ضلع بھاگلپور، بہار کی شادی خانہ آبادی مندرجہ ذیل تفصیلات کے مطابق طے پا چکی ہے۔

لہذا آپ سے پرخلوص گزارش ہے کہ اس تقریب سعید میں شرکت فرما کر نوعروس کو اپنی دعاؤں سے نواز کر مشکور ہوں۔

تفصیل پرگرام

میلادالنبی ﷺ ! برائے مرد حضرات	:	۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ ، مدینہ مسجد آزادنگر، بعد نماز عصر
میلا دالنبی ﷺ برائے خواتین		۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ: رہائش گاہ پر، مدینہ مسجد کے سامنے بعد نماز ظہر۔
ہلدی	:	۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ بعد نماز عصر
آمد بارات	:	۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز سنیچر ۶/بجے شام، نکاح ۹/بجے رات مدینہ مسجد میں
دعوت طعام	:	۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز سنیچر ۷:۳۰/بجے رات **بمقام**: باغ احمد، نزد حسینی مسجد، ذاکرنگر، جمشید پور
رخصتی	:	۱۰/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار ۷/بجے صبح

منتظرین قدوم

عبدالخالق، عبدالرازق، عبدالماجد،
عبدالواحد، مولانا سمیع اللہ، محمد رضوان

چشم براہان

مولانا غلام غوث، حافظ ابرار،
مولانا محمد نعمت اللہ مصباحی،
حافظ محمد برکت اللہ۔

الداعی (مفتی) عبدالمالک مصباحی خطیب وامام مدینہ مسجد، آزادنگر موبائل: 8409987217

مع اہل خانہ　　صرف مرد حضرات　　فرد واحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور نکاح

اللہ رب العزت کی دی ہوئی زندگی بڑی خوبصورت ہے اور خالق کائنات کی جانب سے مجوزہ نظام ہی ہمارے لیے ہر اعتبار سے موزوں اور بہتر ہے، اللہ رب العزت نے نسل انسانی کو برقرار رکھنے، عورتوں کو محفوظ کرنے اور مردوں کو پرسکون رہنے کے لیے جو خوبصورت نظام ''نکاح'' کی صورت میں بنایا ہے واقعی اس کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے اسی لیے دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں اس نظام پر مختلف صورتوں میں عمل کیا جاتا ہے؛ لیکن مذہب اسلام نے انسان کی اس ضرورت کی جو قدر کی ہے اور نکاح کو جو اہمیت وفضیلت عطا فرمائی ہے وہ کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتا -جیسا کہ آنے والی گفتگو سے ظاہر ہے۔

نکاح کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

رب تعالیٰ کی جانب سے نکاح کرنے کا حکم:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ – فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔(النساء؛۳)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو- (کنزالایمان)

تنگ دستی کے خوف سے نکاح سے باز رہنے کی ممانعت اور نکاح کرنے کا حکم:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَائِكُمْ–اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ–وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔(النور؛۳۲)

ترجمہ: اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کردے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

نکاح انبیاے کرام کی بھی سنت ہے:

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً۔(الرعد؛۳۸)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے کیے-

نیک بیوی اور اچھے اولاد کے لیے رب تعالیٰ سے دعا مانگنے والوں کی تعریف:

وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ أَعۡیُنٍ-(الفرقان؛۷۴)

ترجمہ: اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک۔(کنزالایمان)

رشتۂ ازدواج کو رب تعالیٰ نے اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا:

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً-اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ(الروم؛۲۱)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔(کنزالایمان)

مردوں کے لیے عورتوں کی تخلیق ایک عظیم نعمت الٰہیہ ہے:

وَ اللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ بَنِیۡنَ وَ حَفَدَۃً وَّ رَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ- اَفَبِالۡبَاطِلِ یُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ ہُمۡ یَکۡفُرُوۡنَ۔(النحل؛۷۲)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی تو کیا جھوٹی بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں۔(کنزالایمان)

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو متوازن نظریہ پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کی جس طرح بہت ساری فطری ضروریات ہیں بس اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے؛ اسی لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کی اجازت ہے۔

نکاح کرنے کی تاکید اور اس کے فضائل احادیث کی روشنی میں

مذکورہ بالا سطور میں فرامین الٰہیہ کی روشنی میں نکاح کی اہمیت وفضیلت واضح کی گئی ہے۔

اب اس تعلق سے چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں تا کہ مسلمانوں کے دل میں اس پاکیزہ رشتے کی اہمیت اجاگر ہو اور غیروں کو پتہ چلے کہ اسلام نے معاشرے کو پاک وصاف رکھنے کے لیے پاکیزہ رشتہ "نکاح" سے منسلک ہونے کی کتنی تاکید فرمائی ہے!

نکاح کرنے کی تاکید:

حضرت ابوحاتم مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ، وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ، وَفَسَادٌ۔(سنن الترمذی، أَبْوَابُ النِّكَاحِ، ر:١٠٨٥)

ترجمہ: جب تمھارے پاس ایسے لوگ آئیں جن کے دین اور امانتداری کو تم پسند کرتے ہو تو (اپنی بیٹیوں کا) ان سے نکاح کردو اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا۔

صاحبِ استطاعت کے لیے نکاح کرنے کی تاکید اور نکاح کے فوائد:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے (نوجوانوں کی) ایک جماعت کو متوجہ کرکے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ: فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ۔(سنن النسائی، كِتَابُ الصِّيَامِ، ر:٢٢٤٣)

ترجمہ: تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیوں کہ نکاح، نگاہ کو جُھکانے والا اور شرم گاہ کا محافظ ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہواُسے چاہیے کہ روزے رکھے کہ روزے اس کے لیے ڈھال ہیں۔

محتاجی کے خوف سے نکاح ترک کرنے والے کے لیے وعید:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَكَ التَّزْوِيجَ مَخَافَةَ الْعَيْلَةِ فَلَيْسَ مِنَّا۔(احیاء علوم الدین، ج۲، ص۲۹)

ترجمہ: جو شخص محتاجی کے ڈر سے نکاح ترک کردے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نکاح نہ کرنے والوں سے حضور ﷺ کی ناراضگی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔(سنن ابن ماجہ،١٨٤٦)

ترجمہ: نکاح میرا طریقہ ہے، تو جس نے میرے اسوہ پر عمل نہیں کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

نکاح نصف دین کے تکمیل کا ذریعہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي۔ (مسند احمد، مسند الانصار، ج۸، ص۱۰۳، حدیث:۲۱۵۰۶، ملتقطا)

ترجمہ: جس نے نکاح کیا بے شک اس نے اپنا آدھا دین بچالیا اب باقی آدھے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

نکاح خاص فضلِ الٰہی ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَكَحَ لِلّٰهِ وَأَنْكَحَ لِلّٰهِ اسْتَحَقَّ وِلَايَةَ اللّٰهِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج۳، ص۴۳۸)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے نکاح کرے وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

شادی شدہ کی عبادت کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَكْعَتَانِ مِنَ الْمُتَزَوِّجِ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً مِنَ الْأَعْزَبِ و فی روایۃ اثْنَتَيْنِ وَثَمَانِينَ ۔ (جامع صغیر، ص۳۰۰، ر:۴۸۶۷)

ترجمہ: شادی شُدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شُدہ شخص کی ستّر رکعتوں سے اور ایک رِوایت کے مطابق بیاسی رکعتوں سے بہتر ہیں۔

اس حدیث میں شادی شُدہ کے لیے نماز کے معاملے میں جو فضیلت ذکر کی گئی ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علاّمہ عبدُ الرّؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غالبًا اِس کی وجہ یہ ہے کہ غیر شادی شُدہ کے مقابلے میں شادی شُدہ آدمی کے حواس قابو میں رہتے ہیں، حوصلے مضبوط ہوتے ہیں اور اُسے خُشُوع وخُضُوع زیادہ حاصل ہوتا ہے جو کہ عبادت کی رُوح ہے۔
(تیسیر شرح جامع الصغیر، حرف الراء، ج۲، ص۳۶)

نکاح کی وجہ سے شیطان کی مایوسی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا تزوَّجَ أحدُكُمْ عَجَّ شيطانُه يقولُ: يا ويلَهُ عصَم ابنُ آدم مِنِّي ثُلُثَيْ دِينِهِ۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث:۴۴۴۴۷، ج۱۶، ص۱۱۸)

ترجمہ: جب تم میں کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس! ابن آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین بچالیا۔

نکاح کے بعد ملنے والی بے مثال محبت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَمْ یُرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ. (سنن إبن ماجه، كِتَابُ النِّكَاحِ، بابٌ: مَا جَاءَ فِى فَضْلِ النِّكَاحِ، ج۲،ص۴۰۷،ر:۱۸۴۷)

ترجمہ: دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح سے بہتر کوئی اور تعلّق نہیں دیکھا گیا۔

یہاں تک قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کے فضائل اور اللہ ورسول ﷺ کی جانب سے نکاح کرنے کے لیے کی گئی تاکید کے بیان سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اسلام کی نظر میں نکاح انسانیت کی بقا اور فطری نظام زندگی کے لیے ایک عظیم نعمت ہے، اس کے ذریعہ جہاں ایک طرف انسان کی فطری ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے اور دنیا میں توالد وتناسل کا پاکیزہ نظام قائم ہوتا ہے، وہیں دوسری طرف ایک عبادت اور انبیاے کرام علیہم السلام کی مشترکہ سنت ادا ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اسلام نے اس عبادت یعنی نکاح سے متعلق تفصیلات کے ساتھ تعلیمات و ہدایات اور احکامات و مسائل بھی بیان کیے ہیں کیوں کہ اسلام کی نظر میں نکاح کوئی وقتی اور محدود معاہدے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک ایسا مضبوط شرعی عہد اور بندھن ہے، جس کا ہمیشہ باقی رکھنا مطلوب اور پسندیدہ ہے اور حتی الامکان اس رشتے کو بچائے رکھنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

میاں بیوی کے حقوق

اسلام کی رو سے شادی چوں کہ ایک ذمہ داری کا نام ہے اس لیے شادی کے بعد خاوند پر بیوی اور بیوی پر خاوند کے کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں جنھیں پورا کرنا دونوں پر لازم وضروری ہے۔ میاں بیوی اگر دینی تعلیمات کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق خوش دلی سے پورے کرنے لگیں تو نہ صرف بہت سے مفسدات اور خرابیوں کا خاتمہ ہوجائے گا بلکہ ہمارا پرسکون معاشرہ ،سکون وطمانیت کی پیاسی اور مادہ پرست دنیا کے لیے بھی امید اور آرام کی سبق آموز بشارت بن جائے گا۔

اسلام نے معاشرے، خاندان اور گھر کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے بیوی اور شوہر کے لیے قدرتی نظام کے تحت ان پر وہی حقوق نافذ فرمائے جو ایک منظّم معاشرے کے لیے ہونا

چاہیے؛ مثلاً عورت کو سکھایا گیا کہ وہ مرد کی تعظیم کرے اس کے حکم کی تعمیل کرے اور وہیں مردوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ صنف نازک کے ساتھ حسن معاشرت سے کام لیں اور ان کے نازک دل کو توڑنے سے باز رہے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں ان میں سے چند حقائق پیش کیے جارہے ہیں۔

بیوی پر شوہر کے حُقوق کی اہمیت کے بارے میں چند احادیثِ مبارکہ

شوہر کے حُقوق کی تاکید و اہمیت

عورت پر سب سے بڑا حق کس کا؟:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

أيُّ الناسِ أعظمُ حقًّا على المرأةِ؟ قال: زوجُها قلتُ: فأيُّ الناسِ أعظمُ حقًّا على الرجلِ؟ قال: أُمُّه. (مستدرک، کتاب البر والصلۃ، اعظم الناس حقا۔۔الخ، ج۵،ص۲۴۴،حدیث:۷۴۱۸)

عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا: شوہر کا حق۔ میں نے پوچھا: مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا: اُس کی ماں کا حق۔

سبحان اللہ! اس حدیث پر بغور نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے خانگی نظام کو منظّم کرنے کے لیے جو تعلیم دی ہے واقعی وہی سب سے بہتر ہے؛ جہاں اس حدیثِ پاک میں ایک طرف عورت کو کہا گیا کہ تمھیں ایک مرد (یعنی اپنے شوہر) کی تابعدار بن کر رہنا ہے؛ وہیں ایک مرد (یعنی بیٹے) کو حکم دیا گیا کہ تمھیں ایک عورت (یعنی ماں) کا محکوم و فرماں بردار بن کر زندگی گزارنی ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اسلام کی نظر میں نہ مرد کم تر ہے اور نہ ہی عورت کہیں مرد کو حاکم اور برتر بنایا گیا ہے تو کہیں عورت کو اتنی عزت دی گئی کہ اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی گئی۔

یہاں بیوی کے لیے شوہر کے جو حقوق بیان کیے جارہے ہیں۔ اسلامی خواتین انھیں غور سے پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کریں اور یقین مانیں کہ اسی میں خواتین کے لیے دارین کی بہتری اور بھلائی ہے۔

شوہر کی حاجت پر حاضر ہو اگرچہ روٹی بناتی ہو:

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ۔ (سنن الترمذی،

أَبْوَابُ الرَّضَاعِ عَنِ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، بَابٌ: مَا جَاءَ فِی حَقِّ الزَّوْجِ عَلَی الْمَرْأَۃِ، ر:۱۱۶۰)

ترجمہ: جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت (ہم بستری) کے لیے بلائے تو وہ فوراً آ جائے چاہے وہ تنور (چولہے) پر ہی ہو۔

شوہر کی فرماں برداری پر نماز کی قبولیت موقوف:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِثْـنَانِ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمَا رُؤُوسَهُمَا عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ۔ (الترغیب والترہیب، ج۳،ص۱۰۳)

ترجمہ: دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے آگے نہیں بڑھتی ہے؛ ایک ایسا غلام جو اپنے مالک سے بھاگ گیا ہو یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے اور دوسری وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے یہاں تک کہ وہ (اطاعت وفرماں برداری کی طرف) لوٹ آئے۔

شوہر کے حُقوق کا اجمالی بیان

اس تعلق سے اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت اِمام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر ۲۴ رمیں بیوی پر شوہر کے جو حُقوق بیان فرمائے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ اِزْ دِواجی تعلُّقات میں مُطلَقاً شوہر کی اِطاعت کرنا، اُس کی عزّت کی سختی سے حفاظت کرنا، اس کے مال کی حفاظت کرنا، ہر بات میں اس کی خیر خواہی کرنا، ہر وقت جائز امور میں اس کی خُوشی چاہنا، اسے اپنا سردار جاننا، شوہر کو نام لے کر نہ پُکارنا، کسی سے اس کی بلاوجہ شکایت نہ کرنا اور خُدا توفیق دے تو وجہ ہونے کے باجود شکایت نہ کرنا، اُس کی اجازت کے بغیر آٹھویں دن سے پہلے والدین کے گھر اور ایک سال سے پہلے دیگر محارِم کے یہاں نہ جانا، وہ ناراض ہو تو اس کی بہت خُوشامد کر کے منانا۔

بیوی کے حُقوق کی تاکید واہمیت

جس طرح بیوی پر شوہر کے حُقوق پورے کرنا لازم ہے اسی طرح شوہر پر بھی لازم ہے کہ بیوی کو اہمیّت دے اور اُس کے حُقوق کا پورا پورا خیال رکھے۔

مردوں کو معاشرتی تعلیم دیتے ہوئے رب تعالی کا ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (النساء:۱۹)

اوران سے اچھا برتاؤ کرو۔ پھر اگر وہ تمھیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمھیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنزالایمان)

بیوی کے حقوق کو ملحوظ رکھنے کی تاکید احادیث کی روشنی میں

اب شوہر پر بیوی کے حُقوق کی اہمیّت کے بارے میں چند احادیثِ مُبارکہ مُلاحَظہ کیجئے:

کامل مؤمن اور بہترین انسان:

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ خُلُقًا۔ (ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، ۲/۳۸۷، حدیث: ۱۱۶۵)

ترجمہ: کامل ایمان والے مومنین وہ ہیں جن کے اَخلاق اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے اَخلاقی طور پر اچھے ہوں۔

بیوی کے حقوق کی ادائیگی کے لیے حضور ﷺ کی تاکیدی وصیت:

حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ رب العزت کی حمد وثنا کے بعد لوگوں کو متوجہ کرکے ارشاد فرمایا:

اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ، لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا، إِنَّ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ: فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ۔ (سنن ابن ماجه، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ: حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ، ر: ۱۸۵۱)

ترجمہ: لوگو! میری وصیت ہے تم لوگوں کے لیے کہ تم عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا، اس لیے کہ وہ تمھارے پاس بمنزلۂ قیدی ہیں، ان کے ساتھ سختی صرف اس صورت میں روا ہے جب ان کی طرف سے کھلی نافرمانی ظاہر ہو، اگر وہ ایسا کریں تو ان کے ساتھ ان کی خوابگاہوں میں قطع تعلق کرلو، اوران کو اتنا ہی مار سکتے ہو جو سخت وشدید نہ ہو۔ پھر اگر وہ تمھارا کہنا مانیں تو ان کو ستانے کے لیے راستہ نہ ڈھونڈھو۔

سنو! کچھ حقوق تمھاری بیویوں کے تم پر ہیں اور کچھ تمھارے حقوق ان پر ہیں۔ تمھارا حق

ان پر یہ ہے کہ تمھارا بستر ایسے لوگوں سے نہ روندوائیں جن کوتم ناپسند کرتے ہو۔اور تمھارے گھروں میں ایسے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔سنو!اوران کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھانا اور کپڑا دو۔

بیویوں کے معاملے میں تحمل وبردباری سے کام لینے اور نرمی کا برتاؤ رکھنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ؛ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ۔ (صحيح البخاری، كِتَابٌ: أَحَادِيثُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، ر: ۳۳۳۱)

ترجمہ:عورتوں سے حسن سلوک کرو کیوں کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر کا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، پس اگر اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اسی طرح چھوڑ دو تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی لہذا عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔

بیوی کے حُقوق کا اجمالی بیان

اس تعلق سے اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت اِمام احمد رضا خان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر ۲۴ر میں شوہر پر بیوی کے جو حُقوق بیان فرمائے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ خرچہ دینا، رہائش مُہیّا کرنا، اچھے طریقے سے گُزارہ کرنا، نیک باتوں، حیا اور پردے کی تعلیم دیتے رہنا، ان کی خِلاف ورزی کرنے پر سختی سے منع کرنا، جب تک شریعت منع نہ کرے ہر جائز بات میں اس کی دلجوئی کرنا۔

اللہ رب العزت مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سیکھنے اور ان پر سختی سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

محمد سلیم الدین مصباحی، ازہری

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

۱۹ر ستمبر ۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اور اولاد کی تربیت

آج قوم مسلم جن حالات سے دوچار ہے اس کی روح فرسا داستان سے کون واقف نہیں؟ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ معاشرے کا ہر فرد اپنی اپنی ذمہ داریوں کو جانے اور انھیں بروئے کار لانے کے عملی اقدامات کے لیے جی توڑ کوششیں کرے؟ کیا اس دور میں بھی ایک اچھا مسلمان بننے کے لیے آقاے کریم ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا!

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔ (جامع الترمذی، ر:۲۳۱۷)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے حسنِ اسلام میں سے یہ ہے کہ جو بے فائدہ اور بے سود کام ہو اسے چھوڑ دے۔

اسلام نے جہاں مردوں کو معاشرے کا ایک اہم ستون قرار دیا ہے وہیں عورتوں کو بھی ایک مضبوط بنیاد کی حیثیت عطا کی ہے اسی لیے جہاں مردوں کے ذمہ کئی اہم ذمہ داریاں دی گئی ہیں وہیں عورتوں کو بھی ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

اسلام نے عورتوں کو اتنا بلند مقام عطا کیا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ڈال دیا ہے۔ آخر اس بلندی کی وجہ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں سب سے پہلے جو جواب نظر کے سامنے آتا ہے اسے **"تربیت اولاد"** کے نام سے جانا جاتا ہے، ماؤں کے لیے اولاد اتنی بڑی نعمت ہے کہ جب سے ایک عورت حاملہ ہوتی ہے اسی وقت سے اس کے لیے رحمت وعظمت کے دروازے کشادہ کر دیے جاتے ہیں؛

آقاے کریم ﷺ نے ایک روز عورتوں سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی نہیں کہ جب وہ اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب عطا کیا جاتا ہے جیسا اللہ رب العزت کی راہ میں روزہ رکھنے اور شب بیداری کرنے والے کو ملتا ہے، اور اسے دردِ زہ (یعنی بچہ کی پیدائش کی تکلیف) پہنچنے پر ایسے ایسے

انعامات دیے جاتے ہیں کہ جن پر آسمان وزمین والوں میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا گیا، اور وہ بچے کو جتنا دودھ پلائے گی تو ہر گھونٹ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جائے گی اور اگر اسے بچے کی وجہ سے رات کو جاگنا پڑے تو اسے راہِ خدا میں ستر (۷۰) غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (الجامع الصغیر، ر:۱۵۹۲، ج۱، ص۹۹)

لہٰذا عورتوں کو اللہ رب العزت کی جانب سے ملے ہوئے اس عظیم تحفے کی حفاظت کرنے اور ان کی بہترین تربیت کر کے ان فضائل کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

تربیت اولاد کی اہمیت

خواتین کے لیے یقیناً یہ بات باعث فخر ہے کہ اللہ رب العزت نے انھیں اتنی اہمیت عطا فرمائی کہ نسلِ انسانی کے روشن مستقبل کا دارومدار ان کے ناتواں کاندھوں پر رکھ دیا کہ اگر وہ چاہ لیں تو اپنی اولاد کو زمین کی پستی سے اوجِ ثریا کی بلندی تک پہنچا دیں۔ اس لیے ماؤں کا خانگی امور میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ اور باشعور ہونا بھی بے حد ضروری ہے؛ کیوں کہ یہی وہ ماں ہے جس کی آغوش بچے کے لیے صرف پہلی درس گاہ ہی نہیں بلکہ سیرت و کردار کے معاملے میں ماں کی تربیت وہ عنوان ہے جس پر بچے کی پوری زندگی کی کہانی لکھی جاتی ہے۔ اسی لیے ایک خاتون کو تربیت اولاد کی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہونا بے حد ضروری ہے ورنہ صرف اس کی اولاد ہی نہیں بلکہ پوری قوم برباد ہو جائے گی اور ماں محض حقِ اولاد کی تساہلی کی وجہ سے قابل گرفت نہیں ہوگی بلکہ خیانتِ قوم کی وجہ سے بھی قابلِ گرفت ہوگی۔ چناں چہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ماؤں کو اولاد کی تربیت کرتے وقت یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ یہ بچے ان کے ہیں بلکہ یہ ان کی قوم کے ہیں ان کی خرابی ان کی اپنی نہیں بلکہ قوم کی خرابی ہے اور بچے کو خراب تربیت دینا قوم کی خیانت ہے جس کا بدلہ نہیں لایا جا سکتا۔ اس لیے بچے کو شروع سے ہی صحیح عقائد، عبادات، حسنِ اخلاق، حسن معاشرت اور حسنِ سلوک و حسنِ عمل کا ایسا مجسمہ بنا دینا چاہیے کہ تا عمر اس سے ان صفات کا ظہور ہوتا رہے۔''

(اچھی مائیں، ص:۲۳)

لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے مقام و مرتبہ کو سمجھیں، اپنی ذمہ داریوں کو جانیں اور اپنے آپ کو ایک مثالی ماں بنانے کے لیے کوشاں رہیں۔ اس مختصر سی تحریر میں یہاں مثالی ماں بننے کے لیے اسلاف کرام کی مقدس ماؤں کی تربیت کی روشنی میں کچھ باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

اولاد کی تربیت کی شروعات کب سے؟

ماں کے لیے تربیت اولاد کی پہلی کڑی ''اولاد کے لیے ایک نیک وصالح والد کی تلاش'' ہے، یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ تربیت اولاد کی ذمہ دار تنہا ماں ہی نہیں بلکہ باپ پر بھی عائد ہوتی ہے اپنی اولاد کو قوم وملت کا سرمایہ بنانے کے لیے باپ کی توجہ بھی بے حد ضروری ہے تب جا کر کہیں بچہ قوم وملت کا محافظ بن پاتا ہے چناں چہ والدہ کے ساتھ ساتھ والد کو بھی تربیت میں برابر کا شریک ہونا چاہیے اور اس کے لیے نیک وصالح، حسن اخلاق وعمل والا انسان ہونا ضروری ہے۔جیسا کہ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے برسوں کے امتحان اور جانچ پرکھ کے بعد اپنی صاحبزادی کے لیے حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ جیسے متقی شوہر کو منتخب فرمایا تاکہ میری شہزادی کی گود سے قوم کا محافظ تیار ہو۔اور اسی حسن انتخاب کا نتیجہ ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ ام الخیر رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست علیہ الرحمہ مل کر اپنے لعل کی تربیت کرتے ہیں تو وہی لعل زمانے کے غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی بنتے ہیں ۔لہذا ثابت ہو گیا کہ آپ اپنی قوم کو اسلام و انسانیت کا محافظ دینا چاہتی ہیں تو اس کے لیے سخت محنت اور اولاد پر توجہ دینے کی ضرورت ہے

تربیت کی شروعات زمانۂ حمل سے

اسلام نے برسوں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ بچے جب اپنی ماں کے شکم میں ہوتے ہیں اسی وقت سے ان کے حواس کام کرنے لگتے ہیں انھیں باہر کی آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں، ان کی شخصیت پر ماں کے کردار کا عکس پڑنے لگتا ہے اسی لیے اسلام نے ماؤں کو حالت حمل ہی سے تربیت اولاد کے لیے آمادہ کیا ہے اور حکم دیا کہ یوں تو ہمیشہ حرام کھانے سے بچنا ہے، گناہوں سے دور رہنا ہے لیکن حالت حمل میں مزید پرہیز گار وتقویٰ شعار بننا ہے کیوں کہ اب حرام کھانے اور گناہ کرنے میں صرف ایک انسان کی نہیں بلکہ پورقوم کی بربادی ہے۔

دودھ پلانے کے دنوں میں تربیت اولاد

یوں ہی تربیت اولاد کے لیے یہ سوچنا کہ جب اولاد باشعور ہو جائے گی تب ہم ان کی تربیت کریں گے یہ محض خام خیالی ہے اور اولاد کو برباد کرنا ہے؛ کیوں کہ بچہ پیدائش کے بعد ہی اپنے گرد و نواح کے ماحول سے متاثر ہونے لگتا ہے اور ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ:'' بچے جس وقت بول نہیں پاتے ہیں اس وقت بھی ان کے حواس بڑے انسان سے زیادہ تیزی سے کام کرتے ہیں اور وہ اپنے گرد و نواح کے حالات کو بہت جلد اپنے دل و دماغ پر نقش کرنے لگتے ہیں جن کے اثرات کو تا

عمر ختم نہیں کیا جاسکتا''۔

اسی طرح ہمارے آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلرَّضَاعُ یُغَیِّرُ الطِّبَاعَ"۔ (الجامع الصغیر۔حدیث:ر۔۴۵۲۵،ص ۲۷۷)

ترجمہ: دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ بچوں کی طبیعت اور ان کی تربیت پر دودھ پلانے والی کے کردار کا بڑا اثر ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس کی زندگی پر ان ایام میں کی گئی تربیت کا بھی گہرا اثر پڑتا ہے؛ اسی بہترین وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے جب ہمارے اسلاف کی ماؤں نے ایام رضاعت ہی سے تربیتِ اولاد کی طرف توجہ کی تو ان کی آغوش سے ایسے ایسے نایاب ہیرے نکلے جنھوں نے گمراہی اور کفر کی تاریکی کو دور کر کے اسلام کی روشنی سے سارے عالم کو روشن کر دیا۔

اولاد کی تربیت کم سنی میں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ماں کی گود بچے کا ابتدائی مکتب ہے اگر ابتدا ہی سے بہتر تربیت ہو جائے تو آخر تک اسی طرح تعلیم بہترین ہوتی جائے گی ورنہ دوسری صورت میں بچے کی اصلاح بعد میں ناممکن ہے''۔ (اچھی مائیں،ص ۲۳)

حدیث شریف میں بھی یہ بات یوں بیان کی گئی ہے:

اَلْعِلْمُ فِیْ صِغْرِہٖ کَالنَّقْشِ عَلَی الْحَجَرِ۔ (مجمع الزوائد، ج ۱،ص ۳۳۲، ر: ۵۰۱۵)

ترجمہ: بچپن میں علم حاصل کرنا پتھر پر نقش کی طرح (پختہ) ہوتا ہے۔

کم سنی میں تربیت اولاد کی طرف ہمارے آقائے کریم ﷺ نے بھی توجہ دلائی ہے چناں چہ ارشاد فرمایا:

بچوں کو سات سال کی عمر ہو جانے پر نماز سکھاؤ اور دس سال کے ہو جانے پر انھیں نماز کے معاملے پر مارو۔ (سنن ترمذی، ابواب الصلوۃ،، الحدیث ۴۰۷، ج ۱،ص ۶۱۴)

نبی کریم ﷺ کے اس حکم پر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کی والدہ محترمہ نے کچھ اس طرح عمل کیا کہ اپنے فرزند کو نماز کا پابند بنانے کے لیے شکر دیتیں تا کہ بچہ نماز کا پابند بن جائے۔ اور والدہ کی یہ تربیت اس طرح سے رنگ لائی کہ فریدالدین کو ''گنج شکر'' بنا دیا اور عام بچوں کی صف سے نکال کر ولیوں کی صف میں شامل کر دیا۔

لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ تربیت اولاد کے لیے بہتر وقت بچپن ہی ہے ورنہ پھر اولاد کی صالح

تربیت مشکل کیا ناممکن ہے۔ مسلمان ماؤں کو بچپن سے بچوں کے سینے میں جن ضروری باتوں کو نقش کرنا چاہیے ان میں سے تین یہ ہیں:

(۱) خدا کی معرفت اور اس سے محبت کرنا سکھائیں!

ماں کو چاہیے کہ بچپن ہی سے اپنے بچوں کے دل میں خدا کی معرفت پیدا کرنے کی کوشش کرے وہ کچھ اس طرح کہ وقتاً فوقتاً انھیں اللہ رب العزت کا نام لینے کی ترغیب دیتی رہیں، ساتھ ہی ان کو جو چیز پسند آئے اس کی خوبی بیان کرتے ہوئے انھیں بتائیں کہ اسے پیدا کس نے کیا ہے؟ اس کو بنانے کا آئیڈیا کس نے دیا ہے؟ اگر انھیں کبھی آپ پر پیار آئے تو ان کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ بتاتے رہیں کہ میں جو تم سے محبت کرتی ہوں یہ بھی تمھارے رب تعالیٰ ہی کا کرم ہے کہ اس نے میرے دل میں تمھاری محبت ڈالی ہے، یوں ہی انھیں یقین دلائے کہ اللہ رب العزت مجھ سے کہیں زیادہ تم سے محبت فرمانے والا ہے۔

مائیں اگر اسی طرح کوشش جاری رکھیں اور بچوں کو خدا کی معرفت حاصل کرا دیں تو بچوں کے دل میں بچپن ہی سے خدائے کریم کی محبت کا رنگ چڑھ جائے اور یہ رنگ دن بدن اتنا پکا ہوتا جائے گا کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت، ظالموں کی کوئی قوت اور دنیا کی بڑی سے بڑی لالچ بھی خدائے تعالیٰ کی محبت میں کمی لانے کا باعث نہیں بن سکتی۔

(۲) ماں اپنی اولاد کو عشق رسول کا پیکر بنائے!

دنیا کی سب سے بڑی طاقت اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت ہے، ایمان کی سب سے بڑی نشانی حبِّ رسول مقبول ﷺ ہے اسی لیے ایک ماں کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو جو دل چاہے وہ بنائے لیکن سب سے پہلے ایک کامل مسلمان بنائے اور ایمان کی تکمیل حضور ﷺ کی محبت سے ہے لہذا بچپن ہی سے حضور نبی کریم ﷺ کے عشق کو اولاد کے سینے میں رچا بسا دیں تا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہ دے سکے۔

اسی لیے خود اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلیٰ ثَلَاثَةِ خِصَالٍ: حُبّ نَبِيِّكُمْ، حُبّ اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ۔

(جامع صغیر، باب الہمزۃ، حدیث: ۳۱۱، ص ۲۵)

اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو: اپنے نبی ﷺ کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تعلیم۔

آقائے کریم ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد کو محبت رسول کا ایسا پیکر بنا دیں

کہ وہ حضور کے نام تک کی توہین کو قطعی گوارا نہ کر سکے، آقا کریم ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کو کبھی بھلا نہ سکے، اپنے محبوب رسول کے دیے ہوئے کلمہ کی کبھی توہین نہ ہونے دے۔

ماؤں کو چاہیے کہ وہ خود بھی عشق رسول کی ٹھاٹھیں مارتی سمندر رہوں اور اپنی اولاد کے سینے کو بھی عشق رسول کا مدینہ بنا دیں۔

(۳) اولاد کے سینے میں اسلام کی حفاظت کا جذبہ پیدا کیا جائے!

آج قوم مسلم کی تنزلی کی ایک اہم اور بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ اس دور میں مائیں اپنے بچوں کو بزدلی کا درس دیتی ہیں، ظالموں سے ڈراتی ہیں، اسلام اور مسلمانوں کو کمزور بتا کر انھیں سہاتی ہیں، دشمنانِ اسلام کی طاقت وقوت کے گُن گاتی ہیں۔ حالاں کہ ہونا تو یہ چاہیے کہ مائیں اپنے بچوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تعداد میں کمی کے باوجود ان کی فتح ونصرت کی کہانیاں سنائیں، اسلام اور مسلمانوں کی طاقت وقوت کے ترانے گنگنائیں، ظالموں کی طاقت وقوت، آلات واوزار ہونے کے باوجود ان کی تنزلی وشکست خوری کے واقعات بتائیں، مسلمانوں کا اقوام عالم پر فتح ونصرت پانے والے کارنامے سنائیں اور ان کے دل و دماغ میں اسلام کی حقانیت اور اسلام سے سچی محبت کا ایسا ڈیرا بسا دیں کہ وہ خود بخود اس بات پر آمادہ ہو جائیں کہ ہم رہیں نا رہیں ہمارا اسلام آباد رہے، ہم اسلام کی حقانیت کو برقرار رکھنے کے لیے سر کٹانے سے بھی خوف نا کھائیں گے۔ جس طرح صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہوئے اسلام پر مر مٹنے کا جذبہ سکھایا۔

تاریخ اسلام کے ان دو ننھے لعلوں حضرت معاذ ومعوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عظیم کارناموں کو کون بھول سکتا ہے جنھوں نے اسلام کی حفاظت کی خاطر ابوجہل جیسے بہادر، شقی، بد بخت، لعین و مردود، دشمنِ اسلام کا بدر کے میدانِ میں قتل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دشمن سے اسلام کو محفوظ کر دیا۔

اسلامی تاریخ کے اس روشن واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت مائیں اپنے بچوں کو ظالموں سے ڈراتی نہیں تھیں بلکہ ان میں ظالموں سے مقابلہ کا جذبہ پیدا کرتی تھیں۔ ان کے حوصلوں کو طاقت عطا کرتی تھیں، جس کے نتیجے میں بچے کم سنی ہی سے شیر کے مانند بہادر و دلیر بن کر اپنے مذہب کی حفاظت میں لگ جاتے تھے۔

بچوں کو یہ چند اچھی عادتیں بھی سکھائیں

ان تینوں کے علاوہ بچوں کو بچپن ہی سے حسنِ اخلاق، آداب زندگی، پاکیزگی، سخاوت، ذوقِ عبادت، توکل، خوف خدا، شکر، ایثار، صبر، وقت کی اہمیت، غم خواری، بزرگوں کی عزت، والدین کا احترام، اساتذہ کا ادب، دینی تعلیم سے دلچسپی رکھنا، علم دین کی اہمت سمجھنا، سچ بولنا؛ یہ ساری خصلتیں سکھانے کی کوشش کریں۔

آخری گزارش

روزمرہ کی زندگی میں یہ عام مشاہدہ ہے کہ اگر کوئی شخص نیکی کی دعوت دے، اور برائی سے روکے، لیکن وہ خود اس برائی کا مرتکب ہوتو اس کی دعوت مؤثر اور نفع بخش نہیں ہوا کرتی، اسی طرح ایک ماں کے لیے ضروری ہے کہ اولاً وہ اپنے آپ کو اخلاق حسنہ کا پیکر بنائے، اور تمام برائیوں سے اجتناب کرے، اور اپنے طرز عمل کو حسن سلوک کا آئینہ بنا کر رکھے تاکہ تربیت اولاد میں یہ نفع بخش ثابت ہو۔ ورنہ ماں اپنے بچوں کو یہ تعلیم دے کہ جھوٹ مت بولا کرو، لیکن اگر وہی ماں یہ کہے کہ بیٹا! سوجاؤ ورنہ بھوت آجائے گا اور نا سونے سے کبھی بھوت نہیں آتا تو اب اس سادہ لوح بچے پر اس کا کیا اثر ہوگا؟ بچہ یہی سوچے گا کہ جھوٹ بولنے میں کوئی برائی نہیں ہے تبھی تو اماں جھوٹ بول کر اس طرح ڈراتی ہیں، اور یہی بچہ ماں کے اس طرز عمل کی وجہ سے آگے چل کر جھوٹ بولنے کا عادی ہوجائے گا، اسی طرح دیگر برائیوں اور گناہوں کا حال ہے۔ لہٰذا والدین اور بالخصوص ماؤں کو اچھی اولاد کے حصول کے لیے خود کو باعمل، صدیقہ، متقیہ و پرہیزگار، عشق نبی وسنت رسول کا پیکر بنانا چاہیے تاکہ آنے والی نسل بھی ایسی ہی ہو۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو ایسی مائیں عطا فرمائے جن کی اولاد قومِ مسلم کو ان کا کھویا ہوا مقام واپس دلا سکے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کنیز عائشہ امجدی

۱۲ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ ۲۰ر ستمبر ۲۰۲۱ء

دعوت نامہ

گرامی قدر .... سلام مسنون

آپ کو یہ مژدۂ جاں فزا سناتے ہوئے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ پرودگار عالم کے احسان عظیم، رحمت عالم ﷺ کے کرم اور اولیائے امت کی محبتوں کے صدقے ہمارے نور نظر عزیزم حافظ وقاری، مولانا **محمد سلیم الدین مصباحی ازہری** کی شادی خانہ آبادی عزیزہ فاضلہ **کنیز عائشہ امجدی** بنت مفتی عبدالمالک مصباحی، جمشید پور کے ساتھ مندرجہ ذیل تفصیلات کے مطابق طے پا چکی ہے۔

لہٰذا آپ سے پرخلوص گزارش ہے کہ اس پرمسرت تقریب میں شرکت فرما کر دولہا و دلہن کو اپنی دعاؤں سے نواز کر مشکور ہوں۔

تفصیل پرگرام

میلاد النبی ﷺ	:	۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ	مختار المساجد، ماچھی پور
روانگی بارات	:	۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز سنیچر	۵/بجے صبح
نکاح	:	۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز سنیچر	۹/بجے رات
دعوت ولیمہ	:	۱۲/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز منگل	۸/بجے رات. بمقام: ماچھی پور، بھاگل پور

منتظرین قدوم

الحاج محمد سہیل، محمد اکرم رضا،

محمد راشد اقبال، محمد عیاض

چشم براہان

مولانا عبدالعلیم مصباحی

محمد ثاقب رضا، محمد راغب، محمد عاطف اقبال

لداعی محمد کلیم الدین ماچھی پور، بھاگل پور 7209824997

مع اہل خانہ　　صرف مرد حضرات　　فرد واحد

از: معمار ملت مفتی عبدالمالک مصباحی، خطیب وامام مدینہ مسجد، آزادنگر، بانی دارین اکیڈمی، جمشید پور

جہیز پر کیسے قابو پایا جائے ؟

شمسی نہ کر دراز کبھی دست التجا
دو چار دن ہی جی مگر خوددار کی طرح

جہیز کی نحوست سے کتنے گھر تباہ اور کتنی زندگیاں برباد ہوگئیں اسے بتانے کی ضرورت نہیں۔اس لعنتی رسم کی وجہ سے بہت سی مسلم بچیاں ارتداد کی شکار ہوچکی ہیں اور روز بروز ہوتی جارہی ہیں۔ابھی دوسرے بہت سے اہم کاموں سے اہم کام **''جہیز سے پاک معاشرہ''** قائم کرنے کی ضرورت ہے۔اس حوالے سے چند قابلِ عمل تجاویز پیش ہیں۔اہل درد حضرات اس طرف توجہ مبذول کر کے کفروارتداد کی وادی میں بھٹکنے والی بچیوں کو ایمان پر قائم رہنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

١. جہیز لینے دینے کا تعلق حرص وہوس اور نام ونمود سے ہے اس لیے سب سے پہلے اس بات کی کوشش کی جائے کہ لوگوں کے سامنے دنیا کی بے ثباتی اور نام ونمود کی برائی بیان کی جائے۔
٢. نوجوانوں کو غیرت دلائی جائے اور اس ناجائز طریقے سے مال حاصل کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔
٣. بالخصوص عورتوں کو اس کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی جائے کہ اس کا شکار خود عورت ہی ہوتی ہے۔
٤. ''جہیز بند کرو'' تحریک چلائی جائے۔اس تحریک کے تحت گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ اور شہر شہر جلسے کیے جائیں۔جس میں جہیز کے ہولناک نتائج پر گفتگو ہو۔

آج کے ماحول میں یہ بظاہر بہت دشوار کام ہے لیکن اگر صدق دل، خلوص نیت اور منظّم انداز سے کوشش کی جائے تو کوئی مشکل نہیں۔کیوں کہ ہر دور اور ہر زمانے ایمان سوز اور خطرناک اسکیمیں چلتی چلی آئی ہیں جن کے زیر اثر معاشرے کی چولیں ہل گئی ہیں۔مگر جب حق پرستوں نے ان کا مقابلہ کیا تو پھر وہ ایسی ختم ہوئیں کہ اب تاریخ میں ان کا نام بھی نہیں ملتا۔یہ بھی ایک خطرناک ایمان سوز اور انسانیت کش تحریک ہے جس کا خاتمہ ہوسکتا ہے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ:

حوصلہ چاہیے طوفانوں سے ٹکرانے کا

ماخوذ: از کتاب ''معاشرہ کی خرابیاں: اسباب اور علاج''

پیش کش: **حافظ محمد برکت اللہ مالکی**